

اشارات

(افسوس ہے کہ اس مرتبہ عین وقت پر جب کہ پرچہ کی طیاری کا زمانہ تھا، میں دردِ شقیقہ میں مبتلا ہو گیا اور آٹھ دس روز تک کسی دماغی محنت کے قابل نہ رہا۔ اس حالت میں اپنے فرائضِ ادایت تمام و کمال انجام دینا میرے لیے مشکل تھا۔ میں جناب ذوقی شاہ صاحب کا احسان مند ہوں کہ انہوں نے میری اعانت فرمائی اور اس پرچہ کے لیے اشارات تحریر فرمادیے۔ بحوالہ اللہ عنی خیر الجزاء)

ایڈیٹر

انسان ایک چھوٹا سا کارخانہ قائم کرتا ہے تو اس کی سلامتی کے لیے ایک مناسب تنظیم عمل میں لاتا ہے، قواعد و ضوابط کو ترتیب دیتا ہے، تقسیم اوقات اور ترتیب کاروبار کا تعین کرتا ہے، دستورِ عمل بناتا ہے، اور اپنے فہم و بصیرت کے مطابق ہر قسم کی جزوی و کلی ضرورت کو ملحوظ رکھ کر ہر قسم کا ضروری سامان پہلے سے فراہم کر رکھتا ہے یا اس کے لیے کوئی مناسب انتظام اپنے ذہن میں سوچ لیتا ہے۔ مگر انسان بوجہ اپنی ناتجربہ کاری، نادانی، کم علمی، کوتاہ نظری اور دیگر کمزوریوں کے ان معاملات میں اکثر غلطیاں بھی کرتا ہے۔ ٹھوکیں بھی کھاتا ہے، نقصان بھی اٹھاتا ہے اور اپنے جدید تجربوں کی بنا پر اپنے کارخانہ کی تنظیم اور اس کے دستورِ عمل میں وقتاً فوقتاً ترمیم و اصلاح کرتا رہتا ہے، مگر ہستی مطلق ان جملہ نقائص سے پاک ہے۔ حق تعالیٰ جو کچھ کرتا ہے وہ ٹھیک ہوتا ہے، درست ہوتا ہے، اور کسی ترمیم و اصلاح کا محتاج نہیں ہوتا۔ حق تعالیٰ نے بھی اس عظیم الشان کارخانہ قدرت کے وجود میں لانے یعنی تخلیق کائنات سے قبل ہی سے اپنے

علمِ اِزلی میں کائنات کے تمام جزوی اور کلی امور پر نگاہ ڈال کر ہر چیز کے مناسب حال انتظامات کا تعین فرمایا ہے۔ ایک ترتیب قرار دے لی ہے۔ قواعد و ضوابط مرتب فرمائے ہیں۔ کارخانے کے مختلف کُل اور مختلف پرزوں کے لیے مختلف خدمات کی تخصیص فرمادی ہے۔ اُن کے بگڑنے، ٹوٹنے، زنگ آلود ہونے اور بیکار ہو جانے کی صورت میں اُن کی مرمت، اصلاح اور درستی کی تدابیر کا بھی تعین فرما رکھا ہے۔ حضرت انسان کو اُس کا رخاۂ عظیم کی افسری، اتھمی، مینجیری، انجینیری کے لیے مخلص فرمادیا ہے اور اُس کے سپرد یہ خدمت کر رکھی ہے کہ وہ اپنے مالک کی مرضی کے مطابق اس کا رخاۂ کو چلائے۔ یہ خدمت کوئی ایسی ویسی خدمت نہ تھی جسے ہر کس و ماکس یا کسی تیاری کے بہ آسانی انجام دے سکے۔ بہت نازک اور بڑی ذمہ داری کی خدمت تھی۔ اس خدمت کی انجام دہی کے لیے خاص قسم کی قابلیت کی ضرورت تھی۔ چنانچہ انسان میں وہ قابلیت پیدا کرنے کیلئے جن جن باتوں کی ضرورت تھی اُن کا بھی پورا پورا انتظام فرمادیا۔ یہ حقیقتاً حق تعالیٰ کا اپنے بندے پر بہت بڑا احسان تھا کہ وہ اسے عدم سے وجود میں لایا۔ اُسے بہت بڑا مرتبہ عنایت فرمایا یعنی اس زمین پر اُسے اپنا نائب، اپنا خلیفہ، اپنا واسطی بنا دیا۔ حق نیابت ادا کرنے کی قابلیت اپنے میں پیدا کرنے کی اُسے صلاحیت بخشی۔ اس صلاحیت کو ترقی دینے کی اُسے راہیں سوچھائیں، اُس میں خرابیاں واقع ہو جائیں تو انہیں دور کرنے کی تدبیریں بتائیں۔ اور اُس کے لیے ایک ایسا دستور العمل مرتب فرمادیا کہ صحیح طور پر پابندی کے ساتھ اُس پر عمل کرنے سے انسان اس جہان میں بھی سرفرازی حاصل کر سکتا ہے اور اُس جہان میں بھی۔ اور سب سے بڑا شکر یہ کہ اپنے مالک اپنے خالق، اپنے پروردگار اپنے اللہ کی خوشنودی بھی حاصل کر سکتا ہے۔ یہ دستور العمل چونکہ حق تعالیٰ کا مقرر کردہ ہے اس لیے ہر قسم کی غلطیوں اور لغزشوں سے پاک ہے اور اس سے مستغنی ہے کہ تجربائے مابعد کی روشنی میں اس میں کسی ترمیم یا تغیر و تبدل یا اصلاح کی گنجائش پیدا ہو۔ ایسا عجیب و غریب اور اتنا عظیم انسان دستور العمل نازل فرماتے وقت حق تعالیٰ کی توجہ خاص اور نظر شفقت، اپنے بندوں کی جانب ہوئی اور

اس رحمت خاص کے بندوں پر لازم ہوگی۔ وہ واجب التعمیل، دستور العمل قرآن پاک ہے اور وہ بابرکت وقت جبکہ حق تعالیٰ کی شفقت و رحمت اور محبت کی نظر اپنے بندوں پر پڑی ماہ رمضان ہے۔ شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِي أُنزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنَاتٍ مِّنَ الْهُدَىٰ وَالْفُرْقَانِ

(۲۳ : ۲)

آیت مندرجہ بالا میں ایک تو یہ بات بتلائی گئی ہے کہ قرآن ہدای لِّلنَّاسِ ہے سب کے لیے ہدایت ہے۔ نئی دنیا کے رہنے والے ہوں یا پرانی دنیا کے، ترکی ہوں یا تاتاری، مانگی ہوں یا فرنگی، چینی ہوں یا عرب، ایشیا والے ہوں یا یورپ والے، تعلیم قدیم کے پختہ مغز ہوں یا تعلیم جدید کے جدت پسند، فلسفی ہوں یا سائنس دان، قرآن سب کے لیے ہدایت ہے اور اس قرآن میں سب کے لیے حق و باطل میں امتیاز کرنے کی بہت ہی نمایاں روشنی موجود ہے۔ دوسری بات اس آیت میں یہ بتلائی گئی ہے کہ اس کا نزول ماہ رمضان میں ہوا۔ احادیث میں اس کی صراحت کر دی گئی ہے کہ پورا قرآن لوح محفوظ سے آسمان دنیا پر مجملۃً واحداً ماہ رمضان میں نازل ہوا پھر وہاں سے تھوڑا تھوڑا ۲۳ سال تک آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہوتا رہا یہاں تک کہ اس مدت میں وہ پورا نازل ہو گیا۔ لوح محفوظ کی حقیقت اور آسمان دنیا کی حقیقت اور قرآن کے لوح محفوظ سے آسمان دنیا پر جملۃً واحداً نازل ہونے کی حقیقت سے اس وقت بحث نہیں نہ اس بحث کا یہ موقع ہے۔ یہاں تو بحث اس امر سے ہے کہ ماہ رمضان وہ مبارک مہینہ ہے جس میں حق تعالیٰ کی نظر عنایت اپنے بندوں پر خاص طور سے بندول ہوئی اور اس نظر عنایت کے نتیجہ میں نبی نوع انسان کے ہاتھ ایک عظیم الشان دولت آگئی جس سے سرسراہی دارین اور رضا الہی خریدی جاسکتی ہیں۔

تین ماہ کے ساتھ تخصیص وقت بھی فرمادی گئی ہے۔ قرآن مجید ہی میں اللہ تعالیٰ نے یہ بھی ارشاد فرمادیا کہ ماہ رمضان کے کس حصہ میں نزول قرآن واقع ہوا اور وہ وقت کیسا برکت والا ہے اور ہر سال جب وہ وقت آتا ہے تو اس میں کیا کچھ ہوا کرتا ہے۔

إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ ○ وَمَا أَدْرَاكَ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ ○
لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِّنْ أَلْفِ شَهْرٍ ○ تَنزِيلُ الْمَلَكَةِ وَالرُّوحِ فِيهَا ○
بِإِذْنِ رَبِّهِمْ مِّنْ كُلِّ آَمْرٍ ○ نَسْلَمُ ○ هِيَ حَتَّىٰ مَطَلَعِ الْفَجْرِ ○

یہی نوع انسان کے لیے یہ عجیب و غریب دستور العمل عالم حقیقی کا اپنے محکموں کے نام یہ فرمان شاہی، عاشقانِ نبی کے بلے بھنے دنوں کو ٹھنڈک پہنچانے والا یہ نامہ محبوب، اس بارگاہ و راء الوراغ سے ان ہی کے پہنائے ہوئے الفاظ کے لباس میں آراستہ ہو کر لیلۃ القدر میں نازل ہوتا ہے۔ فرماتے ہیں:-

إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ هَمَمَةً ○ اسے نازل کیا۔ قربان آپ پر اور آپ کے نازل فرمائے ہوئے پیام حیات پر اور پر کس آن بان سے پیام آتا ہے اور کس آن بان سے اس کے آنے کی خبر دی جاتی ہے کہ ہم نے اسے لیلۃ القدر میں نازل فرمایا اور جانتے بھی ہو کہ لیلۃ القدر کس قدر وقیمت کی شے ہے جس میں ہم نے تمہیں اپنی ایک ادائے خاص سے دیکھا یہ ایسی برگزیدہ اور بابرکت شب ہے کہ ہر سال جب یہ آتی ہے تو ہماری جانب متوجہ ہونے والوں کی اس ایک شب کی عبادت سے انہیں اس قدر عظیم الشان فائدہ پہنچتا ہے کہ ایک ہزار مہینوں تک متواتر عبادت کرتے رہنے سے بھی اتنا فائدہ حاصل نہ ہوتا۔ یہ شاخوی نہیں ہے بلکہ حق تعالیٰ کا فرمودہ ہے۔

خَيْرٌ مِّنْ أَلْفِ شَهْرٍ ○ کلمات ایسی ہیں۔ ذرا حساب لگا کر دیکھئے تو معلوم ہو جائیگا کہ ایک ہزار مہینوں کے برابر ہی سا چار مہینے ہوئے یعنی اگر کوئی عابد روزانہ دو متقی و پرہیزگار شخص تراہی

سال چار مہینے مسلسل عبادت کرتا رہے تو اُسے اتنا فائدہ نہ پہنچے گا جتنا کہ لیلۃ القدر کے شب بیدار
کو اس ایک شب کی عبادت سے فائدہ پہنچانے کا حق تعالیٰ نے خود وعدہ فرمایا ہے۔

دنیا کی حکومتوں کی طرح حکومتِ الہی میں بھٹ کی کمی پوری کرنے اور آمد و خرچ کے
دونوں پلڑوں کو برابر رکھنے کے لیے تخفیفِ عمل میں نہیں آتی۔ ملازموں کی تنخواہیں کم نہیں کی
جاتیں۔ اونہیں بلا وجہ برخاست نہیں کیا جاتا قبل از وقت نیشن دیکر نکالا نہیں جاتا۔ عہدہ داروں کے
الاؤنس بند نہیں کئے جاتے۔ اُس کی بارگاہ میں نہ کسی نعمت کی کمی ہے نہ بخل کو دخل ہے۔ اُس کی
نیاضی کی کوئی انتہا نہیں۔ اُس کی رحمت کی وسعت لامحدود ہے۔ وہ دیتا ہے تو واپس نہیں لیتا۔
بخشش شروع کرتا ہے تو ہاتھ نہیں روکتا۔ نوازشات و عنایات کا سلسلہ جاری فرماتا ہے تو اُسے
بند کرنے کا پھر نام نہیں لیتا۔ قرآن کو لوح محفوظ سے آسمان دنیا پر نازل فرماتے وقت اُس کی نظر لطف
جو بندوں پر ہوئی تھی وہ ختم نہیں ہوئی۔ بلکہ ہر سال جب یہ برکت والی شب آتی ہے تو نزولِ رحمت
الہی میں پھر وہی شان پیدا ہو جاتی ہے اور یہ شان ایسی عجیب و غریب ہوتی ہے کہ اس کی سیر کے
لیے جبریل علیہ السلام اور دیگر ملائکہ بھی اس زمین پر نزول کرتے ہیں۔ اور یہ نزول کوئی چوری چھپے
نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے اذن سے ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت اور فیاضیاں اُس شب میں اس
قدر زوروں پر ہوتی ہیں کہ خود اُسے بھی بھلی معلوم ہوتی ہیں چنانچہ وہ جبریل اور ملائکہ کو حکم دیتا ہے
کہ جاؤ تم بھی زمین پر جا کر دیکھو کہ میرے بندے تیری یاد میں کیسے مشغول ہیں اور میں اون پر کیسی
رحمتیں اور کیسی کیسی انعامات برسا رہا ہوں بلکہ تم چنگیز میری بارگاہ سے میرے بندوں کے پاس جا رہے ہو
اس لیے تم بھی وہاں خالی ہاتھ نہ جاؤ بلکہ میری جانب سے میرے بندوں کے لیے سلامتی کا تحفہ لیکر
جاؤ۔ چنانچہ اس شب میں ذاکرین و عابدین کے لیے سلامتی برستی ہے۔ ان کی عبادتیں بھی مقبول ہوتی

ہیں۔ ان کی دعائیں بھی مقبول ہو جاتی ہیں اور وہ خود بھی مقبول ہو جاتے ہیں اور یہ سب کچھ طلوع فجر تک متواتر ہے۔

اللہ تعالیٰ نے یہ تو فرما دیا کہ قرآن ماہ رمضان میں نازل ہوا۔ دوسرے موقعہ پر یہ بھی فرما دیا کہ لیلۃ القدر میں نازل ہوا جس سے یہ نتیجہ نکالنا تو آسان ہو گیا کہ لیلۃ القدر یقیناً ماہ رمضان ہی میں واقع ہوتی ہے۔ مگر یہ نہ ارشاد فرمایا کہ رمضان کی کونسی شب لیلۃ القدر ہے۔ احادیث صحیحہ سے یہ پتا چلتا ہے کہ اس مبارک شب کو رمضان کے آخری دن ہے کی طاق شبوں میں مخفی رکھا گیا ہے۔ اس اخفا میں بھی بڑی مصاحبت ہے۔ لیلۃ القدر کے اس طع مخفی فرما دینے میں حق تعالیٰ کا پیمانہ ہے کہ اس شب کی تلاش میں لوگ کئی شب جاگیں۔ یہ اخفا گویا دعوت ہے متعدد شبوں میں جاگنے اور مشروف عبادت رہنے کی۔ لیلۃ القدر میں بندوں پر اس قدر عظیم الشان اور اتنے عجیب و غریب قسم کا انعام ہوتا ہے کہ جیسا اوپر بیان کیا جا چکا ہے کہ جبریل علیہ السلام اور دوسرے فرشتوں کو حکم ہوتا ہے کہ وہ جا کر اس کی سیر کریں۔ فرشتے تو اپنی ملکوتی بصیرت سے اس سیر کا کافی طور پر لطف حاصل کر سکتے ہیں۔ مگر انسان جو کہ کثافت کا پتلا اور ماسولے اللہ میں جکڑا ہوا ہے اپنی کثافت جسمانی اور غیر اللہ میں انہماک کی تاریکی اور مادی نظر کے غلبہ کی نحوست سے کیونکر ان انعامات لطیفہ کا لطف حاصل کر سکتا ہے۔ کسی تماشے کی بات ہوگی اگر فرشتے تو انسان پر نوازشات کی بارش کی سیر کریں اور خود انسان جس پر وہ بارش ہو رہی ہے نوازشات کے لطف اور اک سے محروم رہے۔ اس لیے ضرورت ہوتی کہ لیلۃ القدر کے وقوع کے چند روز قبل سے انسان میں وہ تغیرات روحانی پیدا کیے جائیں جن سے انسان کی ملکوتیت تیز ہو جائے۔ چنانچہ اسے حکم دیا جاتا ہے کہ وہ ماہ رمضان کا چاند دیکھتے ہی سال کے بارہ مہینوں میں صرف ایک مہینے کے لئے تو ملائکہ سے حتیٰ الوسع مشابہت پیدا کرے۔ اخلاق ذمبیہ سے معمول سے زیادہ اجتناب کرے۔ معصیت سے ہمیشہ سے زیادہ کنارہ کش رہے۔ جھوٹ نہ بولے

ضمیمت نہ کرے۔ لہو و لوب سے پرہیز کرے۔ فضول اور بیہودہ چیزوں سے اجتناب کرے دل کو ماسویٰ اللہ سے ہٹائے۔ دن میں روزے رکھے رات میں جاگے اور اللہ کو بہت یاد کرے۔ دن میں کلام الہی کی تلاوت اور رات میں اس کی سماعت سے اپنے قلب کو اللہ کے رنگ میں رنگے۔ توبہ و استغفار سے تزکیہ نفس پر زور دے۔ ماسوئے اللہ سے آنکھیں بند کر کے کلمہ طیبہ کی کثرت اور حق تعالیٰ کے اسماء تنزیہی و تقدسی کے مراقبات سے عالم قدس سے اپنی مناسبت کو کئی دن پہلے سے بڑھانا شروع کر دے اور لیلتہ القدر کو مختلف شبوں میں ٹوٹا رہنے تاکہ جب لیلتہ القدر آئے تو اس مبارک شب کی دلچسپیوں سے محظوظ ہونے کی اپنے میں صلاحیت پائے اور اللہ کے انعام کی قدر کر سکے اور اس سے فائدہ اٹھا سکے۔

انسان اللہ تعالیٰ کی عجیب و غریب صنعت کا تنہا نمونہ ہے۔ وہ جامع اعداد ہے۔ اس میں علویت بھی ہے اور سفلیت بھی۔ وہ ملکوتیت اور بہمیت سے مرکب ہے۔ روح اور جسم کا مجموعہ ہے۔ اس کی ترقی کا دار مدار اس پر ہے کہ اس کی ہر صنعت کو صحیح طور پر نشوونما دی جائے۔ اس کے اجزاء کی ترکیب کا ہر جز ترقی کرے۔ اور اس کے مختلف الخاصیت اجزاء میں ایک تناسب اور اعتدال قائم رہے۔ بدن انسانی عالم اجسام کی چیز ہے اور اپنے قیام کے لیے غذائے جسمانی اور دیگر ضروریات و نبوی کا محتاج ہے۔ روح عالم ملکوت کی چیز ہے اور اپنی ترقی اور سرسبزی کے لیے غذائے ملکوتی کی محتاج ہے جو لوگ ایک ہی جانب متوجہ رہتے ہیں اور دوسری جانب سے تھکات برتتے ہیں وہ انسانیت کا حق ادا کرنے سے قاصر رہتے ہیں اور حق تعالیٰ کی جانب سے جس خدمت پر اس دنیا میں مامور کئے گئے ہیں اس کے انجام دینے کی قدرت اپنے میں نہیں پلتے۔ اس لیے ان کی اس دنیا کی زندگی بھی ناکام زندگی ہوتی ہے۔ دنیا میں آکر دنیا کی نجاستوں سے محفوظ رہنا ہر کس و نا کس کے لیے آسان بات نہیں۔ چنانچہ فطرت انسانی کی اس کمزوری پر

نظر ڈالکر طیب حقیقی نے طب الہی میں سال کا بارہواں حصہ وہ اقل مدت قرار دیا ہے جس میں خواہشات نفسانی اور لذات جسمانی کی جانب فطرتاً مائل ہونے والا انسان کم از کم اس مدت میں یعنی سال میں ایک ہیمنہ تو روح کو اوس کی مطلوب اور مرغوب غذا پہنچانے میں مہمک رہے تاکہ حق انسانیت بھی کچھ پورا ہو اور نرے جانوروں ہی میں اس کا شمار نہ ہونے لگے۔ یاد رکھئے کہ قرآن اور وہ برکتیں جو بیانۃ القدر میں نازل ہوتی ہیں انسانوں ہی کے لئے مختص ہیں۔ جانوروں کے لیے ان میں کوئی حصہ نہیں۔

روح چونکہ عالم لطیف یعنی عالم ملکوت کی چیز ہے جب اس عالم کثیف یعنی دنیا میں آتی ہے تو بوجہ ملکوتیت کے اُس پر ایک حُزن طاری ہوتا ہے اور اس خاصیتِ نعم کا غلبہ روح پر موت کے وقت تک مسلط رہتا ہے۔ یہی سبب ہے جو انسان پر خوشی کا اثر بالعموم دیر پا نہیں ہوتا حالانکہ حُزن و ملال کے آثار اُس پر نسبتاً دیر تک قائم رہتے ہیں اور اُسے افسردہ اور سستہ خاطر رکھتے ہیں۔ چنانچہ روح کو اس دنیا میں جس قدر خواہشات دنیا سے پاک کیا جائیگا اوسی قدر ملکوتیت کی شگفتگی اُس میں ترقی کرے گی۔ اور انسان جس اصل کا ذرہ ہے اوس اصل کے ساتھ تعلق میں زیادتی محسوس کریگا۔ بخلاف اس کے طالب دنیا اور خواہشات نفس کے پورا کرنے میں جو شخص جس قدر زیادہ انہماک رکھیگا وہ اوسی قدر زیادہ اپنی روح پر بارِ غم محسوس کریگا۔ خواہشات دنیا سے بے تعلق پیدا کرنے اور مقصدیات بشری کو روکنے کی مشق بہم پہنچانے کے لیے جمہ اقسام عبادات میں روزہ موثر ترین عبادت ہے۔ روزہ میں موت کی چاشنی کا لطف آجاتا ہے موت کے بعد انسان کو ترک لذات پر مجبور ہونا پڑیگا۔ خواہشات نفس کے پورا کرنے پر اوسے قدرت نہوگی روزہ میں باوجود قدرت و اختیار کے برقرار رہنے کے انسان اپنی خوشی سے یہ ترک و اجتناب اپنے اوپر ناغذ کر کے عالم بالا سے ایک مناسبت پیدا کرتا ہے اور صمدیت کی انوکھی صفات سے کچھ عرصہ کے لیے موصوف ہو کر حق سبحانہ تعالیٰ کے آثار کا اپنے میں مشاہدہ کرتا ہے۔ بشری خواہشوں سے جدا ہوتا ہے۔

اور خدا کی ذات کی حقیقتوں تک پہنچنے کے لیے اپنے میں ایک جنبش پاتا ہے۔

روزہ انسان کو اوس کی اگلی کچھلی حالت کے متعلق بھی نشان دہی کرتا رہتا ہے جسم میں آنے سے قبل روح میں کسی قسم کی خواہش نہ تھی۔ جسم سے نکل جانے کے بعد بھی اُس میں کوئی خواہش نہ رہیگی۔ جسم میں آکر البتہ اُسے خواہشات کی چاٹ پڑ جاتی ہے جب وہ جسم سے نکلتی ہے تو ہمیشگی جسم کے زمانہ میں جن خواہشات کی وہ عادی ہو چکی ہے ان کے اثرات اُس میں کچھ عرصہ تک باقی رہتے ہیں جو اُس وقت روح کے لیے نہایت درجہ تکلیف دہ ثابت ہوتے ہیں۔ روزہ میں چونکہ خواہشات کو عارضی طور پر روکا جاتا ہے اس بات پر غور کرنے کا موقع ملتا ہے کہ ہم کسی زمانہ میں ایسے تھے کہ کسی قسم کی خواہش نہ رکھتے تھے اور کسی زمانہ میں ایسے ہو جائیں گے کہ کسی خواہش کی ضرورت ہی نہ رہیگی۔ ان امور پر غور کرنے سے خواہشات کی نئے وقتی اور ان کا تکلیف دہ ہونا آشکارا ہو جاتا ہے۔

روزہ ایک روحانی مسہل ہے۔ ایک باطنی غسل ہے جو سال بھر کی بے اعتدالیوں کے مضر اثرات کو زائل کر دیتا ہے اور انسان کو کثافت آمیز ناسوتیوں کی صف سے نکال کر تھوڑی دیر کے لیے ملکوتیوں کی صف میں شامل کر دیتا ہے۔ روزہ کی حالت میں بندہ کو فرشتوں سے ایک مماثلت پیدا ہو جاتی ہے۔ فرشتے کچھ کھاتے نہیں۔ پیتے نہیں۔ ہر وقت خدا کی عبادت اور فرماں برداری میں منہمک رہتے ہیں۔ روزہ کی حالت میں بندہ بھی کچھ کھانا پیتا نہیں اور خدا ہی کی عبادت میں مصروف رہتا ہے۔ اس بات کو یاد رکھنا چاہیے کہ صرف کھانے پینے کا ترک کر دینا اور خدا کی عبادت میں مشغول نہ ہونا روزہ کے حقیقی مفاد سے انسان کو محروم رکھتا ہے۔ غیر اللہ میں انہماک اور کذب و غیبت اور لہو و لعب اور دیگر بیہودگیوں میں مبتلا رہنا گویا روزہ کے ساتھ تمسخر کرنا ہے۔ ایسا بے ثمر روزہ رکھنا حقیقتاً روزہ نہیں ہے بلکہ فاقہ ہے۔ خواجہ فرید الدین

عطار فرماتے ہیں ۷

روزہ حفظ دل است از خطرات
بعد ازاں از مشاہدہ افطار

روزہ کے روحانی اور حقیقی فوائد کے متعلق تو اشارات مندرجہ بالا میں کسی نہ کسی حد تک روشنی ڈالی گئی ہے مگر آج کی صحبت برخواست ہونے سے قبل میں دو دو باتیں ان حضرات سے بھی کر لینا چاہتا ہوں جو نئی روشنی کے دلدادہ اور تحقیقات جدید پر فریفتہ ہیں اور اسلام کی ہر بات کو اپنی ہی عینک سے دیکھنے اور دیکھانے کی کوشش میں رہتے ہیں۔ یہ دنیا بھی عشاق کا اکھاڑہ ہے۔ یہاں ہر شخص کسی نہ کسی لیلیٰ کا متوالا ہے جو لیلے احسن پر عاشق ہیں اور انہیں آج کل کی ہندب زبان میں پالیٹیکس کا مجنون کہا جاسکتا ہے۔ کیونکہ اس زمانہ کے پالیٹیکس کو صرف جسم ہی سے سروکار ہے۔ پولیٹیکل لیلیٰ کے دیوانے ہر چیز کو اپنی ہی عینک سے دیکھتے ہیں، اپنے ہی مطلوب تک رسائی کا اُسے ذریعہ سمجھتے ہیں اور اس سے تجاوز کرنا اپنی مصالحت کے خلاف خیال کرتے ہیں۔ ہر مفید چیز میں ان کی نظر پولیٹیکل یا جسمانی مفاد ہی میں اٹک کر رہ جاتی ہے اور ہر مضر چیز میں انہیں صرف پولیٹیکل یا جسمانی مفرت ہی کھٹکتی رہتی ہے۔ تمہارے ان کے نزدیک صرف یہی خوبی ہے کہ اس کی بدولت محلہ کے مسلمان دن میں پانچ بار اکٹھے ہو جاتے ہیں جس سے انہیں تبادلہ خیالات اور قومی معاملات میں مشاورت اور مشارکت کا بہت اچھا موقعہ ہاتھ آسکتا ہے۔ جمعہ کی نماز کے طفیل شہر کے مسلمانوں کی ہفتہ وار کانفرنس ہو جاتی ہے عیبرین کے موقعوں پر گردو نوح کے مواضعات کے مسلمان بھی کانفرنس میں آکر شامل ہو جاتے ہیں۔ زر کو اقد سے پبلک یا قومی فنڈ کو تقویت پہنچتی ہے۔ حج کا فلسفہ ان کے نزدیک بس اسی قدر ہے کہ تمام دنیا کے مسلمانوں کی ایک عظیم الشان سالانہ کانفرنس منعقد ہو جاتی ہے جس میں ملکی اور ملی مصالح کی گتھیاں مشورہ پارہی سے سلجھائیںے کا نہایت اچھا

موقع ہے۔ رورہ سے اونہیں اس بے اتفاق ہے کہ اُس کے ذریعہ اُن کی صحت جسمانی کو فائدہ پہنچتا ہے بھوکوں کی تکلیف کا ذاتی احساس لوگوں میں پیدا ہوتا ہے، اور کسی آڑے وقت ضرورت پیش آجائے تو بھوک پیاس کی حالت میں بھی قومی مفاد کے امور میں عملی حصہ لینے کی عوام کو مشق بہم پہنچتی رہتی ہے لگروہ یہ کہیں کہ منجملہ بگڑے بڑے فوائد کے یہ بھی ایک فائدہ ہے جو جسم سے متعلق ہے تو یہیں اُن کی بات کے مان لینے میں ممکن ہے کہ کوئی غدر نہ ہو۔ لیکن جب وہ اپنی ہی لیلیٰ کے گرد طواف کیے جاتے ہیں اور دیگر اہم تر مصلحتوں کی نفی کر کے ان ارکان مذہبی کی صرف پولیٹیکل مصلحتوں ہی کے پیش کرنے پر اکتفا کرتے ہیں اور اپنی ای بات پر اڑے رہتے ہیں تو ہم بیہ کہنے پر مجبور ہوتے ہیں کہ ۶

فکر ہر کس بخت رہمت اوست

وہ بچا رہے اپنی حد بھر سے آگے بڑھنے سے مجبور ہیں۔ اُن کی لیلیٰ کا اون پر پورا تسلط ہو گیا ہے اور دنیا کی ہر چیز اونہیں صرف ان کی لیلیٰ ہی کی جانب رہنمائی کرتی دکھائی دیتی ہے۔ چادر کے کونے میں موتی باندھ کر ایک گنوار سے پوچھا گیا کہ بتاؤ اس چادر میں کیا بندھا ہے؟ اُس نے ٹوٹ کر جواب دیا کہ چھنے بندھے ہیں۔ وہ گنوار بچا رہے اس جواب پر مجبور تھا۔ اُس کی نگاہ چوں سے آگے جا رہی نہ سکتی تھی۔ میتیوں کا وجود اس کے نزدیک عدم ہے۔

اعتماد

میری ناسازی مزاج کا سلسلہ پوری طرح ختم بھی نہ ہونے پایا تھا کہ بیک ایک ایک رفیق کار کے نقض عہد نے ایسی حالات پیدا کر دیے جسے ترجمان القرآن کی زندگی خطرے میں ڈال دی اور اس ناخوشگوار قضیہ نے پورا ایک ہفتہ ضائع کر دیا اسی وجہ سے یہ پرچہ بہت تاخیر کے ساتھ شائع ہو رہا ہے میں شکر گزار ہوں گا اگر ناظرین کرام اس عذر کو قبول فرمائیں گے۔ اچھا شد کہ اب خطرات دور ہو گئے ہیں اور پرچہ محفوظ ہو چکا ہے

ابوالاعلیٰ